منکرین حدیث کے شبہات اور ان کا رد

قسط 1

تحریر: ابوحمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی منکیرہ ضلع بھکر

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین الطیبین الطاہرین و علی من تبعھم باحسان الی الیوم الدین: اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ [الجمعة: ۲]۔

''اللہ وہ ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا وہ اللہ کی آیات ان لوگوں کے سامنے تلاوت کرتا اور ان کا تزکیہ کرتا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ یقیناً یہ لوگ اس کے آنے سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

وَ عَنۡ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تَرَکۡتُ فِیۡکُمۡ اَمۡرَیۡنِ لَنۡ تَضِلُّوۡا مَا تَمَسَّکۡتُمۡ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةُ رَسُوۡلِهٖ۔ [مؤطا امام مالک، باب النھی عن القول بالقدر]

امام مالک رحمہ اللہ سے بلاغاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک تو اللہ کی کتاب ہے اور دوسری اس کے رسول ﷺ کی سنت۔

(وَ عَنۡ عُبَیۡدِ اللّٰهِ بۡنِ اَبِیۡ رَافِعٍ عَنۡ اَبِیۡهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا اُلۡفِیَنَّ اَحَدَکُمۡ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیۡکَتِهٖ یَاۡتِیۡهِ الۡاَمۡرُ مِنۡ اَمۡرِیۡ مِمَّا اَمَرۡتُ بِهٖ اَوۡ نَهَیۡتُ عَنۡهُ فَیَقُوۡلُ لَا نَدۡرِیۡ مَا وَجَدۡنَا فِیۡ کِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعۡنَاهُ) [سنن ابی داود]

عبید اللہ بن ابی رافع اپنے والد ابو رافع سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے تخت پر براجمان ہو اس کے پاس میری کوئی بات

پہنچے جس کا میں نے حکم دیا یا اس سے منع کیا ہو تو وہ کہے کہ ہم ان کو کچھ نہیں سمجھتے۔ جو کچھ اللہ کی کتاب میں ہو گا، ہم تو اسی کی پیروی کریں گے۔''

سنت کا لغوی معنیٰ

القاموس، لسان العرب اور دیگر لغات میں لکھا ہے کہ سنت کا لغوی معنیٰ ''طریقہ'' ہے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں بھی بہت سے مقامات پر سنت کا لفظ ''طریقہ'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیۡ قَدۡ خَلَتۡ مِن قَبۡلُ وَ لَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِیۡلًا﴾ [الفتح: ۲۳] ''یہ اللہ کا طریقہ ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے اور آپ اللہ کی سنت یعنی اس کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہ پائیں گے۔ نیز ارشاد ہے: ﴿سُنَّةَ مَنۡ قَدۡ أَرۡسَلۡنَا قَبۡلَکَ مِنۡ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحۡوِیۡلًا﴾ [بنی اسرائیل: ۷۷] ''ان رسولوں کے طریقے کی مانند جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا اور آپ ہماری سنت یعنی طریقے میں کوئی تبدیلی نہ پائیں گے۔

ایک حدیث میں ہے: (لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنۡ کَانَ قَبۡلَکُمۡ) [سنن ابن ماجہ] آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے۔ ایک اور حدیث میں ہے: (أَتَرۡغَبُوۡنَ عَنۡ سُنَّةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ) [صحیح بخاری] کیا تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ سے اعراض کرتے ہو؟ نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: (أَرۡبَعٌ مِنۡ سُنَنِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ) [جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ج۴، ص: ۱۹۶] ''کہ چار کام تمام رسولوں کے طریقوں میں سے ہیں۔'' الخبر، السنۃ، الحدیث، الاثر

یہ چاروں الفاظ لغوی طور پر اپنا الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں، تاہم اہلِ اصول نے ان سب کو مترادف بھی استعمال کیا ہے۔ أئمہ حدیث اور فقہائے کرام نے حدیث اور سنت کو خاص معنیٰ میں بھی استعمال کیا ہے، لیکن جہاں وہ شرعی اصول وضوابط اور ادلہ کا ذکر کرتے ہیں تو وہ انہیں ہم معنی ومترادف استعمال کرتے ہیں، اور بعض اوقات تو وہ ''خبر'' کا لفظ بھی استعمال فرماتے ہیں جو ان دونوں سے اعمّ ہے مگر اس سے مراد وہی مفہوم ہوتا ہے جو سنت یا حدیث کا ہوتا ہے۔

مثلاً صحیح ابن خزیمہ میں کتاب الوضوء کے پہلے باب کی تبویب یوں ہے: بَابُ ذِکۡرِ الۡخَبَرِ الثَّابِتِ عَنِ النبی ﷺ بأَنَّ اتمام الوُضُوۡءِ مِنُ الاسلامِ. اسی طرح باب ۲۷ کے الفاظ اس طرح ہیں:

بَابُ ذِکْرِ الْخَبَرِ الدَّالِّ عَلٰی خُرُوْجِ الدَّمِ مِنْ غَیْرِ مَخْرَجِ الْحَدَثِ لَا یُوْجِبُ الْوُضُوْءَ. اسی طرح ''اثر'' کا لفظ بھی حدیث وسنت کے معنی میں مستعمل ہے۔

سنت اور حدیث مترادف ہیں

بعض اہلِ علم سنت اور حدیث کو الگ الگ مفہوم میں لیتے ہیں مگر محدثین اصحابِ اصول کے ہاں یہ دونوں لفظ مترادف یعنی ہم معنی ہیں۔

أَمَّا السُّنَّةُ فَتُطْلَقُ فِي الْاَکْثَرِ عَلٰی مَا اُضِیْفَ اِلَی النبیﷺ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ تَقْرِیْرٍ فَهِيَ مُرَادِفَةٌ لِلْحَدِیْثِ عِنْدَ عُلَمَاءِ الْاُصُوْلِ. [توجیہ النظر للجزائری] کہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ کے کسی فعل، قول یا تقریر کو سنت کہتے ہیں اور علماء اصول کے ہاں یہ لفظ (سنت) حدیث کا مرادف یعنی ہم معنی ہے۔ **أَمَّا السُّنَّةُ فَهِيَ لُغَةً اَلطَّرِیْقَةُ وَاصْطِلَاحًا مُرَادِفَةٌ لِلْحَدِیْثِ.** [لقط الدرر ۴۰] کہ لغوی طور پر سنت طریقہ کو کہتے ہیں اور اصطلاحی طور پر یہ لفظ حدیث کا ہم معنی ہے۔

والسنة ههنا ما صدر عن النبی ﷺ غیر القرآن من قول و یسمٰی الحدیث او فعل او تقریر (القول المأمول فی فن الاصول: ۷۸] کہ رسول اللہ ﷺ کا جو قول قرآن کے علاوہ ہو اُسے حدیث نیز آپ کے (قول، فعل اور تقریر کو سنت کہتے ہیں)۔ **یطلق لفظ السنة علٰی ما جاء منقولا عن رسول اللہ ﷺ من قول او فعل او تقریر (اصول الفقہ، للخضری)** کہ رسول اللہ ﷺ سے جو قول، فعل یا تقریر منقول ہو اس پر ''سنت'' کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ **السنة اما شرعاً فهی قول النبیﷺ و فعله و تقریره. [حصول المأمول: ۲۳]**

شرعاً نبی ﷺ کے قول، فعل یا تقریر کو سنت کہا جاتا ہے۔ ان تمام اہلِ اصول کی عبارات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے قول کو حدیث اور آپ کے فعل کو سنت کہنا محققین اہلِ اصول کے ہاں معروف نہیں۔ قول اور فعل کا معنی تو واضح ہے۔

تقریر سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کوئی کام کیا گیا ہو یا کوئی بات کہی گئی ہو اور آپ ﷺ سے اس کی نکیر منقول نہ ہو گویا آپ ﷺ نے خاموش رہ کر اس کی تصدیق و تائید فرمائی ہو، اسے اصطلاح میں ''تقریر'' کہتے ہیں۔

حدیثِ رسول ﷺ کی تشریعی حیثیت

شریعتِ اسلامیہ کا پہلا ماٰخذ قرآن کریم اور دوسرا ماٰخذ سنت و حدیث ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَ أَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾[النحل: ۴۴] ''اور ہم نے آپ پر یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے بیان کریں جو کچھ ان کی طرف (ان کی ہدایت کیلئے) نازل کیا گیا اور تاکہ وہ (اس میں) غور وفکر کریں۔

﴿وَ أَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾[النحل:۴۴] ''اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اس لئے نازل کی ہے کہ آپ ان پر وہ چیز واضح کر دیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور یہ کتاب لانے والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے۔''

﴿وَ مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى○اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾[النجم: ۳۔۴] ''اور وہ (نبی ﷺ) اپنی خواہش سے نہیں بولتا وہ جو کچھ بولتا ہے اللہ کی طرف سے وحی ہوتا ہے۔ ﴿وَ مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ مَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾[الحشر:۷] ''اور اللہ کا رسول ﷺ تمہیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس چیز سے منع کرے تم اس سے باز رہو۔''

(وَ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ)[آل عمران: ۱۳۲] ''اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ)[النساء: ۸۰] جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔ (قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ)[آل عمران: ۳۱] ''اے نبی ﷺ! ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔'' ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ [النور: ۶۳] ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو انہیں ڈرنا چاہیے کہ مبادا انہیں کوئی آزمائش آپڑے یا کوئی دردناک عذاب ان کو آن لے۔''

سنت کی اہمیت

سنت کی تشریعی حیثیت کے تحت جو آیات ذکر ہوئی ہیں قرآن کریم میں اس مفہوم کی مزید بیسیوں

آیات موجود ہیں، ان سب سے بھی سنت کی اہمیت عیاں ہوتی ہے۔

نبی ﷺ کی اطاعت ذریعہ ہدایت ہے۔ تاہم نبی ﷺ کی اطاعت امت کیلئے ذریعہ ہدایت ہے کیونکہ اگر نبی ﷺ کی اطاعت نہ کی جائے تو نبی پر ایمان لانے کا کوئی رہتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُوْلَ فَإِنْ تَوَلَّوا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَ إِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾ [النور:۵۴] ''اے نبی ﷺ آپ ان لوگوں سے کہہ دیں کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اگر تم ان کی اطاعت سے منہ موڑو تو یاد رکھو کہ رسول کی صرف وہی ذمہ داری ہے جس کا اسے مکلّف ٹھہرایا گیا ہے اور تمہارے ذمے صرف وہ ہے جس کے تم مکلّف ٹھہرائے گئے ہو۔ اگر تم اس (رسول) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمے تو صرف اتنا ہے کہ وہ کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کر دے۔''

ترکِ سنت گمراہی ہے

(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى وَ إِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَ لَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَ لَو تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ) [صحیح مسلم]

عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ وہ کل اللہ تعالیٰ کو مسلمان ہونے کی حالت میں ملے، اسے چاہیے کہ جب نمازوں کیلئے اذان ہو تو وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے۔ اللہ نے تمہارے نبی ﷺ کیلئے ہدایت کے طریقوں کو مشروع کیا ہے اور یہ نمازیں بھی سنن الہدیٰ یعنی ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں ادا کرو جیسا کہ جماعت سے پیچھے رہنے والا فلاں آدمی اپنے گھر میں نماز ادا کرتا ہے تو تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ بیٹھو گے اور اگر تم نے نبیؐ کی سنت یعنی اس کے طریقہ کو چھوڑ دیا تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

احادیث کو حفظ اور بیان کرنے کی ترغیب

حدیث کی اہمیت کے پیشِ نظر رسول اکرم ﷺ نے امت کو ان کے یاد کرنے اور دوسروں تک

پہنچانے کی ترغیب دلائی ہے اور اس پر عمل کرنے والوں اور اس کے درس وتدریس میں مشغول رہنے والوں کے حق میں آپ نے دعا فرمائی ہے۔

(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْن مَسْعُوْدٍ رضی اللّٰه عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَءً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلِّغٍ اَوْعٰى لَهُ مِنْ سَامِعٍ [جامع ترمذی]

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ اللہ اس آدمی کو خوش وخرم رکھے جس نے ہم سے کوئی بات (حدیث) سن کر اسے من وعن دوسروں تک پہنچایا۔ بسا اوقات اصل سننے والے کی نسبت اس کے شاگرد اس بات کو زیادہ سمجھنے اور یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔

(عَنْ زَيْدِ بِن ثَابِتٍ رضی اللّٰه عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَءً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ وَ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيْهٍ. [جامع ترمذی]

''زید بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس انسان کو خوش وخرم رکھے جس نے ہم سے حدیث سن کر اسے یاد رکھا۔ یہاں تک کہ اسے دوسروں تک پہنچایا۔ کئی حاملینِ علم ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے شاگردان سے بڑھ کر فقیہ ہوتے ہیں اور کئی حاملینِ علم خود (اتنے) فقیہ نہیں ہوتے۔

سنت کے بغیر قرآن فہمی مشکل اور قرآنی احکام پر کماحقہ عمل کرنا ناممکن ہے۔

سنت وحدیث قرآن کریم کے مفاہم کی وضاحت کرتی ہے، اس کے بغیر قرآنی احکام کا مفہوم اور ان پر عمل کرنا ممکن نہیں۔ اس سلسلہ میں بطور مثال چند آیات پیش ہیں ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾[التوبہ: ۳۴] ''اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو آپ انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیں۔'' اب اس آیت میں سونا چاندی یعنی دولت جمع کرنے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے پر مذمت اور وعید بیان ہوئی ہے۔ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مال ودولت جمع کرنا قرآنی حکم کے خلاف ہے۔ اگر مال ودولت جمع کرنے کی علی الاطلاق اجازت نہ ہو تو وراثت، تجارت، زکوٰۃ وغیرہ کے جملہ احکام لغو قرار پائیں گے۔

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ جس مال میں سے زکوۃ ادا نہ کی جائے ایسا مال جمع کرنا باعثِ وبال ہے اور جس مال کی زکوٰۃ ادا کردی جائے وہ جائز اور حلال ہے۔ یہ وضاحت احادیث سے ملتی ہے۔

(اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ)[التوبہ:۳۶] ''اللہ نے جس دن سے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اس دن سے اللہ کی کتاب میں اس کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہی ہے۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔''

حرمت والے یہ چار مہینے کون کون سے ہیں؟ اس کی وضاحت اور اس سوال کے جواب میں قرآن کریم خاموش ہے۔ اس کیلئے ہمیں راہنمائی سنت وحدیث سے ملتی ہے کہ سال کے فلاں فلاں چار مہینے حرمت والے ہیں۔

(مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ)[النساء:۱۲] ''احکامِ وراثت کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ترکہ کی تقسیم وصیت اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد ہو۔'' مگر قرآن میں یہ تفصیل نہیں ملتی کہ وصیت کس کے حق میں کی جاسکتی ہے؟ اور مال کی کتنی مقدار میں وصیت کرنے کی اجازت ہے؟ اس کی وضاحت و تفصیل کیلئے حدیث وسنت کی طرف مراجعت کی جائے تو تمام تفاصیل مل جاتی ہیں۔ اس سے بھی واضح ہوا کہ قرآنی احکام کو صحیح طور پر سمجھنے اور ان پر کما حقہ عمل کرنے کیلئے سنت کا علم از حد ضروری ہے۔ اسی سے قرآنی احکام کی صحیح صورت کا تعین ہوتا ہے۔

(اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُو الزَّكٰوةَ) قرآن کریم میں یہ حکم بار بار آیا ہے مگر نماز کے اوقات اس کی رکعات اور اس میں پڑھے جانے والے اذکار کی تفصیل کے بارے میں قرآن کریم خاموش ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کس مال سے، کس مقدار میں اور کب دی جائے؟ اس کی تفصیلات بھی قرآن کریم سے نہیں ملتی ہیں۔ یقیناً ان احکامات کے سلسلہ میں سنت کی طرف مراجعت کی جائے گی۔ سنت سے اعراض کرنے والے اب تک نماز اور زکوٰۃ کے تفصیلی احکام بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

(وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا)[المائدہ:۳۸] ''مرد چوری کرے یا عورت، تم ان کے ہاتھ کاٹ دو۔'' قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ میں چور کا ہاتھ کاٹنے کا علی الاطلاق حکم آیا ہے۔ عربی میں ''ید'' یعنی ہاتھ کا اطلاق انگلی سے بغل تک یعنی پورے بازو پر ہوتا ہے۔ اب ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟ اس کا تعین حدیث سے ہوتا ہے کہ چوری کرنے والے کا ہاتھ کلائی سے کاٹا جائے۔

نبی کریم ﷺ قرآن کریم کے شارح ہیں

گذشتہ تصریحات سے واضح ہو چکا ہے کہ قرآن فہمی کیلئے سنت وحدیث سے راہنمائی لینا از حد ضروری ہے۔اس کے بغیر قرآن کریم کا منشأ سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ممکن نہیں۔ اس کا یہ مفہوم قطعاً نہیں کہ معاذ اللہ قرآنی احکام ناقص، نامکمل یا مبہم ہیں جن کیلئے نبوی توضیح لازم قرار دی گئی۔ بلکہ اس کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسبِ ضرورت قانون کا ضروری حصہ خود بیان فرما دیا اور اس کی توضیح اپنے رسول ﷺ کے ذریعے کرائی۔

گزشتہ تفصیل کے تتمہ کے طور پر ہم مزید چند آیات کی طرف راہنمائی کریں گے جن سے پتہ چلے گا کہ واقعی نبوی توضیحات کے بغیر قرآنی آیات کا مفہوم سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَ لَقَدْ آتَیْنَاکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ﴾[الحجر:۸۷] ''ہم نے آپ کو بار بار دہرائی جانے والی سات آیات اور قرآنِ عظیم عنایت کیا۔

ان سات آیات سے کونسی آیات مراد ہیں؟ اس بارے میں قرآن کریم وضاحت پیش نہیں کرتا۔ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ان سے مراد سورۃ الفاتحہ ہے۔[صحیح بخاری]

(وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ اُمَّۃً وَّ سَطاً لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ)[البقرۃ:۱۴۳] ''اور اسی طرح ہم نے تمہیں معتدل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔ یہاں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ گواہی کب ہو گی؟ کہاں ہوگی؟ کن کے حق میں یا کن کے خلاف ہوگی؟ اس کی وضاحت حدیث وسنت میں ہے کہ یہ گواہی قیامت کے دن امت محمدیہ کی طرف سے گزشتہ انبیا علیہم السلام اور ان کی امتوں کے بارے میں ہوگی۔[صحیح بخاری]

(حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰاتِ والصَّلَاۃِ الْوُسْطٰی)[البقرۃ:۲۳۸] ''ایمان والو! تم تمام نمازوں کی اور''نمازِ وسطیٰ'' کی حفاظت کرو۔''

یہاں ''الصلوٰۃ الوسطی'' سے کیا مراد ہے؟ قرآن کریم میں اس کی وضاحت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس سے ''صلوٰۃ العصر'' مراد ہے۔[صحیح بخاری](وَ عِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ)[الانعام:۵۹] ''اور غیب کی چابیاں اللہ ہی کے پاس ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ غیب کی ان چابیوں کی تعداد کتنی ہے اور ان سے کیا مراد ہے؟ قرآن کریم اس کی وضاحت نہیں کرتا۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہ پانچ ہیں، جن کا ذکر سورۃ لقمان میں آیا ہے۔

﴿اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ O وَ مَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ O لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾[القدر] ''قرآن کریم نے بیان نہیں کیا کہ ''لیلۃ القدر'' کونسی رات ہے؟ یہ کس مہینے میں ہے؟ اس کا بیان حدیث اور سنت میں آیا ہے کہ یہ رات ماہِ رمضان میں ہے اور آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔'' اس تفصیل سے واضح ہوا کہ نبی ﷺ کا منصب صرف اتنا تھا کہ آپ ﷺ قرآنی احکام اللہ کی طرف سے حاصل کر کے انسانوں کو صرف سنا دیں اور پہنچا دیں بلکہ ان کی تشریح، تبیین اور توضیح و وضاحت کرنا بھی آپ کے منصب میں شامل تھا۔ گویا آپ ﷺ کے اقوال و افعال قرآن کریم کی تشریح ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم کی طرح حدیث بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت کی گئی

(عَنْ الْمِقْدَامِ بنِ مَعْدِیْ كَرِبَ عَنْ رَسُوْلِ ﷺ أَنَّه قَالَ: أَلا أَنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَ مِثْلَهُ مَعَهُ أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰى أَرِيكَتِهِ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ وَ مَا وَجدتُّمْ فِيه مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ، أَلا لا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْاَهْلِيُّ وَ لَا كُلُّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَ لا لُقْطَةُ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا وَ مَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوْهُ فَإِنْ لَّمْ يَقْرُوْهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ)[سنن ابی داؤد]

''مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خبردار! مجھے اللہ کی طرف سے کتاب اور اس جیسی ایک دوسری چیز اس کے ساتھ عطا کی گئی ہے۔ (یعنی سنت و حدیث) عنقریب ایک کھاتا پیتا، خوشحال اپنے تخت پر براجمان آدمی تم سے کہے گا کہ تم صرف اس قرآن کو لازم پکڑے رہو۔ تم اس میں جس چیز کو حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جس چیز کو اس میں حرام پاؤ اسے حرام سمجھو۔ خبردار! تمہارے لیے گھریلو گدھا اور کچلی والے (یعنی دونو کیلے دانتوں والے یعنی نیشدار) سب درندے حرام ہیں۔ اور کسی ذمی کی گری ہوئی چیز بھی تمہارے لیے حلال نہیں۔ الا یہ کہ اس کے مالک کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ اور جو آدمی کسی قوم کے ہاں مہمان ٹھہرے تو ان پر لازم ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں، اگر وہ مہمان نوازی نہ کریں تو اس کے لیے روا ہے کہ وہ اپنی مہمان نوازی کے برابر وہاں سے کوئی چیز لے لے۔''

(جاری ہے)